FLOW CHART — ترتیبی نقشہ/ربط　　　MACRO-STRUCTURE — نظمِ جلی

07- سُوْرَۃُ الْاَعْرَاف

آیات : 206 ...... مَکِّیَّۃٌ ...... پیراگراف : 8

زمانۂ نزول اور پس منظر:

سورت ﴿الْاَعْـرَاف﴾ آخری سورت ہے، جو رسولِ اکرم ﷺ کے قیامِ مکہ کے چوتھے اور آخری دور (11 تا 13 نبوی) میں ہجرت سے عین پہلے، غالباً 13 نبوی میں سورت ﴿الانـعَـام﴾ اور سورت ﴿الحَجّ﴾ کی ابتدائی آیات کے بعد نازل ہوئی۔

یہ وہ زمانہ تھا، جب رسول اللہ ﷺ کے قتل کے منصوبے ہو رہے تھے۔ قریشِ مکہ کو قوموں کی ہلاکت کی تاریخ اور اس کے اسباب بتا کر تنبیہ کی گئی کہ ان کا انجام بھی ہلاکت ہو سکتا ہے۔ سورت کے آخر میں رسول اللہ ﷺ اور اہلِ ایمان کو صبر و استقامت کی ہدایات دی گئی ہیں۔

خصوصیات

1- آیت نمبر 34 میں ﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ﴾ کے الفاظ سے ہلاکتِ اقوام کے بارے میں یہ حقیقت واضح کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک، افراد کی طرح، اقوام کی موت کا وقت بھی مقرر ہے، جس میں کسی قسم کی کمی بیشی نہیں ہوتی۔

﴿وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمْ لَا يَسْتَاْخِرُوْنَ سَاعَةً وَّلَا يَسْتَقْدِمُوْنَ﴾ (آیت 34)

2- اس سورت میں اللہ تعالیٰ کے قانونِ ہلاکت [Law of Annihilation] اور قانونِ استبدال [Law of Replacement] کی وضاحت ہے کہ وہ وقفہ وقفہ سے قوموں کو مہلت دینے کے بعد ہلاک کر دیتا ہے، ان کے نیک لوگوں کو بچا لیتا ہے اور پھر امامت اور قیادت کے لیے ایک اور قوم کو میدانِ امتحان میں لے آتا ہے۔

3- سورۃ ﴿الاعراف﴾ نظم کے اعتبار سے سورۃ ﴿ھود﴾ سے مشابہ ہے۔ دونوں کے آٹھ پیراگراف ہیں۔ دونوں میں تمہید اور اختتامیہ کے درمیان چھ (6) قوموں کی جانشینی اور ہلاکت کے سچے واقعات بیان کر کے اللہ تعالیٰ کا قانونِ ہلاکت اور قانونِ استبدال سمجھایا گیا ہے۔

سورۃُ الاعراف کا کتابی ربط

1- سورۃ البقرۃ کے پہلے تمہیدی حصے میں بنی اسرائیل کے لیے جو عمومی باتیں بیان کی گئیں تھیں، انہیں کا اعادہ یہاں سورۃ الاعراف میں بنی اسمٰعیل کے لیے ایک نئے انداز سے کیا گیا ہے۔

2- ﴿سورۃ الانعام﴾ میں ہلاکتِ اقوام کا اجمالی ذکر آیت نمبر 6 میں کیا گیا تھا، یہاں ﴿سورۃ الاعراف﴾ میں یکے بعد دیگرے چھ (6) قوموں کی ہلاکت کا تفصیلی بیان ہے۔

3- اگلی سورت ﴿الانفال﴾ میں جہاد کا حکم ہے۔ ﴿سورۃ الاعراف﴾ میں مجرم قوموں کی اللہ تعالیٰ کی طرف سے راست (Direct) ہلاکت کا بیان ہے، جب کہ اگلی دو (2) سورتوں میں مجرموں کی مسلمانوں کے ہاتھوں بالواسطہ (Indirect) ہلاکت کا ذکر ہے۔

اہم کلیدی الفاظ اور مضامین

1- ہلاکتِ اقوام: قوموں کی تاریخِ ہلاکت سے عبرت حاصل کرنے کا مشورہ دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اچانک ہلاک کیا، جب وہ سو رہے تھے، یا دن میں قیلولہ کر رہے تھے۔

﴿وَكَمْ مِّنْ قَرْيَةٍ اَهْلَكْنٰهَا فَجَآءَهَا بَاْسُنَا بَيَاتًا اَوْ هُمْ قَآئِلُوْنَ﴾ (آیت: 4)

مندرجہ ذیل چھ (6) قوموں کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا ، ان کے جرائم بھی گنوائے گئے اور طریقۂ ہلاکت کی بھی وضاحت کی گئی۔

(a) قومِ نوحؑ کی ہلاکت: غالباً 3,500 ق م میں قومِ نوحؑ کو ان کی تکذیب کے جرم میں غرق کر کے ہلاک کیا گیا۔
﴿فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِى الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ (آیت:64)

(b) قومِ ہودؑ (عاد) کی ہلاکت: غالباً 3,000 ق م میں قومِ عاد کو ان کی تکذیب کے جرم میں ہوا کے ذریعے سے ہلاک کر کے اہلِ ایمان کو بچا لیا گیا۔ ﴿فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا﴾ (آیت:72)

(c) قومِ صالحؑ (ثمود) کی ہلاکت: غالباً 2,500 ق م میں قومِ ثمود کو ان کی تکذیب کے جرم میں ایک زلزلے کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔ ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ﴾ (آیت:78)

(d) قومِ لوطؑ کی ہلاکت: غالباً 2,100 ق م میں مجرم قومِ لوطؑ کو ان کی تکذیب کے جرم میں پتھروں کی بارش کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔ ﴿وَاَمْطَرْنَا عَلَيْهِمْ مَّطَرًا فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (آیت:84)

(e) قومِ شعیبؑ کی ہلاکت: غالباً 1,400 ق م میں قومِ شعیبؑ کو ان کی تکذیب کے جرم میں زلزلے کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔ ﴿فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِىْ دَارِهِمْ جٰثِمِيْنَ﴾ (آیت:91)

(f) قومِ موسیٰؑ کی ہلاکت: غالباً 1,300 ق م میں قومِ موسیٰؑ کو ان کی تکذیب کے جرم میں غرق کر کے ہلاک کیا گیا۔ ﴿فَانْتَقَمْنَا مِنْهُمْ فَاَغْرَقْنٰهُمْ فِى الْيَمِّ بِاَنَّهُمْ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَكَانُوْا عَنْهَا غٰفِلِيْنَ﴾ (آیت:136)

-2 سورۃ الاعراف میں حضرت آدمؑ اور ابلیس کی کشمکش کی داستان کا تفصیل سے ذکر کیا گیا۔

(a) ابلیس نے حضرت آدمؑ کو سجدہ کرنے سے انکار کیا ﴿لَمْ يَكُنْ مِّنَ السّٰجِدِيْنَ﴾۔

(b) ابلیس سمجھتا تھا کہ میں آدمؑ سے بہتر ہوں۔ وہ مٹی سے پیدا کیا گیا ہے اور میں آگ سے۔ یہی وہ تکبر ہے ، جو مخلوق کو لے ڈوبتا ہے۔
﴿اَنَا خَيْرٌ مِّنْهُ خَلَقْتَنِىْ مِنْ نَّارٍ وَّخَلَقْتَهٗ مِنْ طِيْنٍ﴾ (آیت:12)

(c) ابلیس کے طریقۂ واردات کی وضاحت کی گئی کہ وہ وسوسوں کے ذریعے سے گمراہ کرتا ہے۔ بے لباس کرتا ہے اور بے شرمی پر اکساتا ہے۔
﴿فَوَسْوَسَ لَهُمَا الشَّيْطٰنُ لِيُبْدِىَ لَهُمَا مَاوٗرِىَ عَنْهُمَا مِنْ سَوْاٰتِهِمَا﴾

(d) حضرت آدمؑ اور حضرت حواؑ کو ابلیس نے جھانسہ دیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ دونوں کو اس درخت کے پاس جانے

سے صرف اس لیے روکا ہے کہ اس طرح آپ دونوں فرشتے بن جائیں گے اور آپ دونوں کو حیاتِ دوام حاصل ہو جائے گی۔ ﴿مَا نَهٰكُمَا رَبُّكُمَا عَنْ هٰذِهِ الشَّجَرَةِ اِلَّاۤ اَنْ تَكُوْنَا مَلَكَيْنِ اَوْ تَكُوْنَا مِنَ الْخٰلِدِيْنَ﴾ (آیت:20)

(e) ابلیس نے دونوں سے قسم کھا کر کہا کہ میں آپ کا ناصح اور خیر خواہ ہوں۔
﴿وَقَاسَمَهُمَاۤ اِنِّىْ لَكُمَا لَمِنَ النّٰصِحِيْنَ﴾ (آیت:21)

(f) اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو یہ قصہ سنا کر خبردار کیا ہے کہ وہ اپنے دشمن ﴿ابلیس﴾ کے دام میں گرفتار ہونے سے بچیں۔ اُس کے مکر، فریب اور چالبازیوں کو سمجھیں۔ وہ فحاشی اور عریانی پر اکساتا ہے۔ ابلس اور اس کا قبیلہ انسانوں کو دیکھ سکتا ہے، لیکن انسان انہیں نہیں دیکھ سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان نہ لانے والوں کو ابلیس کا دوست بنا دیا ہے۔
﴿يٰبَنِىْۤ اٰدَمَ لَا يَفْتِنَنَّكُمُ الشَّيْطٰنُ كَمَاۤ اَخْرَجَ اَبَوَيْكُمْ مِّنَ الْجَنَّةِ يَنْزِعُ عَنْهُمَا لِبَاسَهُمَا لِيُرِيَهُمَا سَوْاٰتِهِمَا اِنَّهٗ يَرٰىكُمْ هُوَ وَقَبِيْلُهٗ مِنْ حَيْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ اِنَّا جَعَلْنَا الشَّيٰطِيْنَ اَوْلِيَآءَ لِلَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ﴾ (آیت:27)

-3 سورۃ الاعراف میں قوموں کی قیادت کے ﴿تکبر﴾ کا بھی تفصیلی ذکر ملتا ہے، جس کے سبب انہیں ہلاک کیا گیا۔

(a) اللہ کی آیات کو متکبرانہ رویوں سے مسترد کر کے جھٹلا دینے والی مجرم قیادت کو صاف صاف بتا دیا گیا کہ وہ ہرگز جنت میں داخل نہیں ہو سکے گی۔
﴿اِنَّ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاسْتَكْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَلَا يَدْخُلُوْنَ الْجَنَّةَ حَتّٰى يَلِجَ الْجَمَلُ فِىْ سَمِّ الْخِيَاطِ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُجْرِمِيْنَ﴾ (آیت:40)

(b) قومِ ثمود کی کافر قیادت بھی متکبر تھی اور عام لوگوں کو دبا کر رکھتی تھی۔ یہ کمزور لوگ ہر قسم کے دباؤ کے باوجود حضرت صالحؑ پر ایمان لے آئے۔
﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ﴾ (آیت:75)

(c) قومِ شعیبؑ کی کافر قیادت بھی متکبر تھی۔ انہوں نے حضرت شعیبؑ اور ان کے مومن ساتھیوں کو جلاوطنی (Deportation) کی دھمکی دی اور کہا کہ آپ کے سامنے صرف دو راستے ہیں، جلاوطنی یا پھر آپ کو دوبارہ ہمارا مذہب اختیار کرنا پڑے گا۔
﴿قَالَ الْمَلَاُ الَّذِيْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لَنُخْرِجَنَّكَ يٰشُعَيْبُ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَكَ مِنْ قَرْيَتِنَاۤ اَوْ لَتَعُوْدُنَّ فِىْ مِلَّتِنَا﴾

حضرت شعیبؑ نے بنیادی مذہبی حقوق (Right of Freedom of Faith) کی دہائی دی۔ پوچھا کہ کیا تم لوگ ہماری ناگواری کے باوجود، اپنا باطل اور مشرکانہ مذہب ہم پر مسلط کرو گے؟

﴿ قَالَ اَوَلَوْ كُنَّا كٰرِهِيْنَ ﴾ (آیت:88)

4- سورۃ الاعراف سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ تمام انبیاء نے سب سے پہلے لوگوں کو توحید کی دعوت دی۔ اللہ ہی کی عبادت کرو ! اُس کے علاوہ کوئی اور ﴿اِلٰہ﴾ نہیں ہے۔

(a) حضرت نوحؑ نے بھی اپنی قوم کو توحید کی دعوت دی۔

﴿ لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ (آیت:59)

(b) حضرت ہودؑ نے بھی اپنی قوم عاد کو توحید کی دعوت دی۔

﴿ وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ (آیت:65)

(c) حضرت صالحؑ نے بھی اپنی قوم ثمود کو توحید کی دعوت دی۔

﴿ وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ (آیت:73)

(d) حضرت شعیبؑ نے بھی اپنی قوم مدین کو توحید کی دعوت دی۔

﴿ وَاِلٰى مَدْيَنَ اَخَاهُمْ شُعَيْبًا قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ﴾ (آیت:85)

5- نبی اُمّی محمد ﷺ پر ایمان لانے کے لیے آپ ﷺ کی حقانیت کی تاریخی اور عملی اور واقعاتی دلیلوں پر غور و فکر سے کام لینے کی ضرورت ہے:

(a) آپ ﷺ کی رسالت کی حقانیت کی تاریخی اور نقلی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ کا ذکر تورات اور انجیل میں مذکور ہے۔

﴿ اَلَّذِيْنَ يَتَّبِعُوْنَ الرَّسُوْلَ النَّبِيَّ الْاُمِّيَّ الَّذِيْ يَجِدُوْنَهٗ مَكْتُوْبًا عِنْدَهُمْ فِي التَّوْرٰىةِ وَالْاِنْجِيْلِ ﴾

(b) آپ ﷺ کی حقانیت کی عملی اور واقعاتی دلیل یہ ہے کہ آپ ﷺ نیکی کا حکم دیتے ہیں اور برائیوں سے روکتے ہیں۔ پاک چیزوں کو حلال اور ناپاک چیزوں کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ سماجی اور معاشی عدل و انصاف کے علمبردار ہیں۔ غلط عقائد و اوہام کے بوجھ ﴿اِصر﴾ کو لوگوں کی پیٹھوں سے اتارتے ہیں۔ توحید کی صاف اور شفاف راہ پر گامزن ہو کر دوسروں کو بھی اسی راستے پر چلانا چاہتے ہیں۔ شرک، بدعت، استحصال اور ظلم و زیادتی کے پھندوں ﴿اَغلال﴾ سے انسانیت کو نجات دے کر آزاد کرنا چاہتے ہیں۔

﴿ يَاْمُرُهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ وَيَنْهٰىهُمْ عَنِ الْمُنْكَرِ وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبٰتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ وَيَضَعُ عَنْهُمْ اِصْرَهُمْ وَالْاَغْلٰلَ الَّتِيْ كَانَتْ عَلَيْهِمْ ﴾ (آیت:157)

(c) آپ ﷺ پر اور آپ ﷺ پر نازل کیے جانے والے نور (یعنی قرآن) پر ایمان لانے والے ہی فلاح پائیں گے۔

﴿ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِهٖ وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ وَاتَّبَعُوا النُّوْرَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ مَعَهٗٓ ۙ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴾

(d) رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنی عالمگیر رسالت کا علی الاعلان اظہار کریں کہ وہ زندگی اور موت کا اختیار رکھنے والے مالکِ ارض و سماء کے سرکاری نمائندہ ہیں۔ تمام انسانوں کو (بشمول بنی اسمٰعیل و بنی اسرائیل) اللہ اور اس کے اُمّی نبی پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی۔

﴿ قُلْ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنِّيْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَيْكُمْ جَمِيْعَا ِۨ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۠ فَاٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ النَّبِيِّ الْاُمِّيِّ ﴾

(آیت:158)

سورۃُ الاعراف کا نظمِ کلام

سورۃُ الاَعراف آٹھ (8) پیراگرافوں پر مشتمل ہے۔ پہلے اور آخری پیراگراف میں دعوتِ توحید کا اعادہ ہے۔ درمیان کے چھ (6) پیراگرافوں میں چھ (6) قوموں کی یکے بعد دیگرے ہلاکت کے سچے واقعات بیان کیے گئے ہیں۔

1- آیات 1 تا 58 : پہلے پیراگراف میں تمہید (Introduction) ہے۔ اس کے پانچ (5) ذیلی پیراگراف ہیں۔

(a) آیات 1 تا 10 میں، نزولِ قرآن کا مقصد ﴿ اِنــذار ﴾ یعنی (Warning) بتایا گیا۔ توحید، رسالت اور آخرت تینوں مضامین کا احاطہ کیا گیا۔ قرآنِ مجید کا اتباع کرنے اور دیگر ﴿اولیاء﴾ کی پیروی ترک کرنے کا حکم دیا گیا ورنہ پچھلی ظالم قوموں کی طرح عذاب نازل ہو سکتا ہے۔

روزِ قیامت تمام رسولوں سے اور ان کی قوموں سے، جن میں وہ مبعوث کیے گئے تھے، باز پرس ہوگی۔

﴿ فَلَنَسْئَلَنَّ الَّذِيْنَ اُرْسِلَ اِلَيْهِمْ وَلَنَسْئَلَنَّ الْمُرْسَلِيْنَ ﴾ (آیت:6)

روزِ قیامت جس کا نیکیوں کا پلڑا بھاری ہوگا وہ فلاح پائے گا اور جس کا ہلکا ہوا وہ خسارے میں ہوگا۔ (آیات:7 تا 9)

اللہ تعالیٰ (ہلاکت کے بعد) دوسری قوم کو تمکین عطا کرتا ہے۔ رزق دیتا ہے، لیکن لوگ شکر نہیں کرتے۔ (آیت:10)

(b) آیات 11 تا 25 پر مشتمل دوسرے ذیلی پیراگراف میں، قصۂ آدم و ابلیس سنا کر آدمؑ کی اولاد کو، ابلیس کے شر سے بچنے کی ہدایت کی گئی۔ ابلیس کو غرور تھا کہ وہ آدم سے بہتر ہے۔ (آیت:12)

ابلیس نے قسم کھائی ہے کہ وہ انسانوں اور جنات کو گمراہ کر کے رہے گا۔ آگے پیچھے اور دائیں بائیں حملہ کرے گا، جس کے نتیجے میں وہ ناشکرے بن جائیں گے۔ (آیت:17)

ابلیس نے جھانسا دے کر، آدمؑ اور حواؑ کی ستریں ایک دوسرے کے لیے کھلوا دیں۔

ابلیس کا طریقۂ واردات یہ ہے کہ وہ انسان کو جھوٹی باتوں اور آرزوؤں میں الجھا کر بہکاتا ہے۔ آدمؑ وحواؑ کو اس نے یہ کہہ کر بہکایا کہ تم فرشتے بن جاؤ گے، تمہیں موت نہیں آئے گی، اگر تم اس درخت کو چھولو گے (آیت:20)

ابلیس نے قسم کھا کر کہا یقین دلایا کہ میں تمہارا سچا خیر خواہ ہوں۔ (آیت:21)

آدمؑ اور حواؑ کی توبہ پر، اللہ نے دعا سکھائی ﴿رَبَّنَا ظَلَمْنَا﴾ اور انہیں معاف کر کے زمین کی خلافت عطا کی۔ (آیات:23تا25)

آدمؑ اور ابلیس دونوں کو آزادئ اختیار (Freedom of choice) عطا کی گئی۔ دونوں نے حکم عدولی کی لیکن حضرت آدمؑ نے اپنی غلطی تسلیم کر لی، جبکہ ابلیس اپنی غلطی پر اڑا رہا۔

(c) آیات 26تا34 پر مشتمل تیسرے ذیلی پیراگراف میں ابلیس کے طریقۂ کار کی وضاحت کی گئی کہ وہ فحاشی اور عریانی پر اکساتا ہے، جو فطرتِ آدم اور ابن آدم کے خلاف ہے۔ ستر پوشی انسانی فطرت میں داخل ہے (آیت:26)

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو خبردار کر دیا کہ وہ ابلیس کی باتوں میں آ کر عریانی اور فحاشی کا ارتکاب نہ کر بیٹھیں۔ (آیت:27)

ابلیس اور دیگر جنات انسانوں کو دیکھ سکتے ہیں، لیکن انسان انہیں نہیں دیکھ سکتا۔ بنی آدم کو توحید پر قائم رہنے، ابلیس کے دام سے بچنے، آخرت سے ڈرنے اور تقویٰ کا لباس اختیار کرنے کی تاکید کی گئی۔ (آیت:30)

وقتِ عبادت زینت اختیار کرنے اور کھانے پینے کا حکم دیا گیا، لیکن اسراف سے بچنے کی تلقین کی گئی۔ (آیت:31)

جس طرح فحاشی، عریانی وغیرہ جیسی حرام چیزوں کو، حلال کر لینا گناہ ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے حلال کردہ رزق اور زینت کو حرام کر لینا بھی جائز نہیں۔ ﴿قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ﴾ (آیت:32)

اللہ تعالیٰ نے شرک اور ظاہری و باطنی فحاشی، گناہ اور زیادتی اور اللہ سے ان باتوں کو منسوب کرنے کو حرام ٹھہرایا ہے جو اللہ نے بیان نہیں کیں۔ نافرمان قوموں کی ہلاکت کا وقت مقرر ہے۔

(d) آیات 35تا53 پر مشتمل چوتھے ذیلی پیراگراف میں کارِ رسالت کی وضاحت کی گئی، جس کے نتیجے میں لوگ جنتی یا دوزخی بن سکتے ہیں۔

بنی آدم کی ہدایت کے لیے 'قانونِ رسالت' بیان کیا گیا کہ ان کے پاس مسلسل پیغمبر آتے رہیں گے، ہدایت کی طرف دعوت دیں گے اور انہی کی تعلیمات کی پیروی اور عدم پیروی کی بنیاد پر جنت اور دوزخ کا فیصلہ ہوگا۔ (آیت نمبر36)

دوزخ میں انسانوں اور جنات کی نسلیں یکے بعد دیگرے داخل کی جائیں گی، ہر نسل اور ہر گروہ اپنی پچھلے گروہ کے لیڈروں پر لعنت کرے گا کہ ان کی وجہ سے ہم دوزخ میں داخل کیے گئے۔ ان کے لیے دوگنے عذاب کا مطالبہ کریں گے۔

قریش کو بالخصوص اور تمام انسانوں کو بالعموم، آبا پرستی اور روایت پرستی کو چھوڑ کر، قرآن کی دعوتِ توحید پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ (آیت:39)

اہلِ تکذیب اور اہلِ تکبر کے لیے دوزخ میں آگ کا بچھونا اور آگ کی چادریں ہوں گی اور اہلِ ایمان کے لیے باغات ہوں گے۔ (آیات:41تا42)

جنت میں اہلِ ایمان کے دلوں کی باہمی کدورتیں دور کر دی جائیں گی۔

اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ کے درمیان مکالمہ ہوگا۔ اہلِ دوزخ بھی اعتراف کریں گے کہ اللہ کا وعدہ سچا تھا۔ (آیت:44)

﴿ أَصْحَابُ الْأَعْرَاف ﴾

اہلِ اعراف (بلندی پر کھڑے ہوئے لوگ) اہلِ جنت اور اہلِ دوزخ دونوں کو دیکھ سکیں گے۔ جنت والوں کو دیکھ کر انہیں سلام کریں گے اور کہیں گے ہم ابھی جنت میں داخل نہیں ہوئے، لیکن اللہ سے امید رکھتے ہیں۔ (آیت:46)

دوزخ والوں کی طرف دیکھ کر دعا کریں گے: اے رب! ہمیں ان ظالم لوگوں میں شامل نہ کرنا! (آیت:47)

اہلِ دوزخ، اہلِ جنت سے پانی اور رزق مانگیں گے، جو ان کے لیے حرام ہوگا۔ (آیت:50)

شفاعت کے باطل تصور کی نفی کی گئی ہے۔ اہلِ دوزخ دوبارہ دنیا میں بھیجے جانے کی درخواست کریں گے، لیکن قیامت کے بعد دوبارہ عمل کا موقع نہیں دیا جائے گا۔ (آیت:53)

(e) آیات 54تا58 پر مشتمل پانچویں ذیلی پیراگراف میں دلائلِ توحید بیان کیے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ خالق ہے۔ ہر چیز کو اس نے مسخر کیا ہے۔

توحیدِ ربوبیت اور توحیدِ خالقیت سے استدلال کرتے ہوئے، توحیدِ حاکمیت کو اختیار کرنے کی دعوت دی گئی ہے۔

﴿اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ﴾ (آیت:54)۔

توحیدِ دعا کا مطالبہ اور فساد سے دور رہنے کا حکم دیا گیا۔ خالص توحید اختیار کرنے کی ہدایت کی گئی۔ اللہ کو چپکے چپکے، گڑگڑاتے ہوئے خوف اور طمع کے ساتھ پکارنے والے محسن ہوتے ہیں۔

﴿اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ۚ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ﴾

"اپنے رب کو پکارو گڑگڑاتے ہوئے اور چپکے چپکے، یقیناً وہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔"

﴿وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفًا وَّطَمَعًا ۭ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ (آیت:55تا56)

ایک خوبصورت تمثیل کے ذریعے انسانوں کو دعوتِ شکر دی گئی۔ (آیت:58)

قرآن کی بارش سے زرخیز دل رکھنے والے ہی، ایمان لا کر نیکیوں کی فصل اگا سکتے ہیں۔

2- آیات 59 تا 64 :دوسرے پیراگراف میں حضرت نوحؑ کی دعوت اور قوم نوحؑ کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا۔

حضرت نوحؑ (3,500 ق م) کی دعوتِ توحید اور اس کے جواب میں، ان کی قوم کے کافر سرداروں ﴿مَلَأ﴾ کے رویے کا ذکر ہوا، جنہوں نے حضرت نوحؑ کو گمراہ قرار دیا تھا۔ (آیات:59 تا 63)

حضرت نوحؑ کی تکذیب پر، اُس اندھی قوم کو غرق کر دیا گیا۔ (آیت:64)

3- آیات 65 تا 72 : تیسرے پیراگراف میں حضرت ہودؑ کی دعوت اور قوم عاد کی ہلاکت کا ذکر ہے۔

قوم نوحؑ کے بعد، قوم عاد (غالباً 3,000 ق م) کو اس کا جانشین بنایا گیا۔ ﴿إِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَاءَ مِنْ بَعْدِ قَوْمِ نُوحٍ﴾۔ اس قوم کے کافر سرداروں نے حضرت ہودؑ کو بے وقوف اور کاذب قرار دیا۔

حضرت ہودؑ کی قوم عاد نے آباء پرستی کو چھوڑنے سے انکار کیا۔ توحید کی دعوت کو مسترد کر دیا۔

انہیں تاریخ سے سبق لینے اور ﴿ آلَاءَ اللّٰهِ﴾ کو یاد رکھنے کی نصیحت کی گئی۔ ﴿فَاذْكُرُوا آلَاءَ اللّٰهِ﴾ (آیت:69)

حضرت ہودؑ اور اہل ایمان کو بچا کر، کافر قوم کو ہلاک کر دیا گیا۔ (آیت:72)

4- آیات 73 تا 79 : چوتھے پیراگراف میں حضرت صالحؑ کی دعوت اور قوم ثمود کی ہلاکت کا ذکر کیا گیا ہے۔

قوم ہودؑ کے نجات یافتہ افراد، شمالی علاقوں میں جا کر آباد ہو گئے اور یہ ﴿ثمود﴾ کہلائے (ان کا زمانہ غالباً 2,800 ق م یا 2,500 ق م ہے)۔ پھر یہ قوم بھی متکبر ہوتی گئی۔

ان کی طرف اللہ تعالیٰ نے حضرت صالحؑ کو دعوتِ توحید کے ساتھ مبعوث فرمایا اور اللہ کی نشانی ایک اونٹنی سے دور رہنے اور فساد فی الارض سے بچنے کا حکم دیا۔ (آیات:73 تا 74)

قوم کے متکبر سرداروں ﴿ مَلَأ ﴾ نے ایمان لانے والے کمزور طبقے سے، تکبر کا اظہار کیا ۔

اور اونٹنی کو مار ڈالا اور اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔ (آیات:77 تا 78)

جس کے نتیجے میں انہیں ایک زلزلہ ﴿ الرَّجْفَةُ ﴾ کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔ (آیت:79)

5- آیات 80 تا 84 : پانچویں پیراگراف میں حضرت لوطؑ کی دعوت اور قوم لوطؑ کی ہلاکت کا تذکرہ کیا گیا۔

اس کے بعد اردن کی سرزمین میں حضرت لوطؑ (غالباً 2,100B.C) کو مبعوث کیا گیا۔ جن کی قوم عورتوں کے بجائے، مردوں سے دلچسپی رکھتی تھی۔ یہ گھناؤنا جرم پہلے کسی اور قوم سے سرزد نہیں ہوا تھا۔

اس مجرم قوم کو، ایک خاص پتھریلی بارش سے ہلاک کیا گیا، جس میں حضرت لوطؑ کی کافر بیوی بھی شامل تھی۔ اللہ نے حضرت لوطؑ اور ان کے دیگر گھر والوں کو بچا لیا (آیت:83 تا 84)۔

6- آیات 85 تا 102 : چھٹے پیراگراف کے دو (2) ذیلی پیراگراف ہیں۔

آیات 85 تا 93 میں حضرت شعیبؑ کی دعوت اور قوم شعیبؑ کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

(a) قوم مدین میں، حضرت شعیبؑ (غالباً 1,300 ق م) نے نہ صرف دعوتِ توحید پیش کی، بلکہ انہیں صحیح تولنے، گھاٹا نہ دینے اور فساد نہ کرنے کی نصیحت کی اور رہزنی سے روکا۔ (آیات:85 تا 86)

جس کے جواب میں ان کی قوم کے سرداروں ﴿مَلَأ﴾ نے انہیں جلاوطنی کی دھمکی دی اور کہا کہ دوبارہ ہمارے مذہب میں واپس آجاؤ ! (آیت:88)

حضرت شعیبؑ نے توحید پر ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی۔ (آیت:89)

قوم شعیبؑ کو بھی دہلا دینے والی آفت ﴿ الرَّجْفَةُ ﴾ نے ایسا ہلاک کر دیا کہ گویا کبھی بسے ہی نہ تھے۔ (آیت:91)

(b) آیات 94 تا 102 میں پچھلی پانچ (5) قوموں کی ہلاکت پر تبصرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ایک اصول یہ بھی ہے کہ وہ قوموں کی ہلاکت سے پہلے رجوع الی اللہ کے لیے، تنگیوں اور سختیوں کی آزمائش سے دوچار کرتا ہے، پھر رزق کی فراوانی ہوتی ہے۔ ان دونوں قسم کی آزمائشوں میں قوموں کی ناکامی پر قوموں کو ہلاک کر دیا جاتا ہے۔ (آیت:95)

ایمان اور تقویٰ دو (2) ایسی نعمتیں ہیں، جن کی بدولت زمین اور آسمان سے برکات کا نزول ہوتا ہے، لیکن تکذیب اور بدعملی ایک ایسی لعنت ہے، جس کے سبب قوموں پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

﴿وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَىٰ آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَٰكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ﴾ (آیت:96)

قریش اور ساری کائنات کو پانچ (5) قوموں، قوم نوح، قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوطؑ اور قوم شعیبؑ کے انجام سے عبرت حاصل کرنے، اللہ تعالیٰ کی قدرتِ عذاب اور قانونِ عذاب سے ڈرنے کا حکم دیا گیا۔

7- آیات 103 تا 171: ساتواں پیراگراف حضرت موسیٰؑ کی دعوت، فرعون کی ہلاکت اور بنی اسرائیل کے حالات پر مشتمل ہے:

اس پیراگراف کے چار (4) ذیلی حصے ہیں۔

(a) آیات 103 تا 137 میں حضرت موسیٰؑ کی دعوت اور فرعون کی ہلاکت کا تذکرہ ہے۔

حضرت موسیٰؑ نے فرعون کو توحید کی دعوت دی اور بنی اسرائیل کو، اپنے ساتھ لے جانے کی درخواست کی۔

فرعون اور اس کے درباریوں کی طرف سے نشانیوں کا مطالبہ کیا گیا۔ (آیت:106)

حضرت موسیٰؑ نے عصا اور یدِ بیضا کے معجزات پیش کیے (آیت:108)۔ فرعون نے حضرت موسیٰؑ پر جادو ﴿سحر﴾ کا

الزام عائد کیا (آیت:109) اور یہ بھی کہا کہ یہ تمہیں اپنی زمین سے بے دخل کرنا چاہتا ہے۔فرعون نے حضرت موسیٰ کو شکست دینے کے لیے مختلف شہروں سے جادوگر طلب کیے۔جادوگروں اور حضرت موسیٰ کے مقابلے کے لیے ایک خاص دن کا انتخاب ہوا۔مقابلے میں حضرت موسیٰ کے عصا نے جادوگروں کے جادو کو شکست سے دوچار کیا تو جادوگر مسلمان ہوگئے۔فرعون سیخ پا ہوگیا۔

فرعون نے جادوگروں سے پوچھا کہ تم میری اجازت کے بغیر موسیٰ کے خدا پر ایمان لے آئے ہو؟ (آیت:123)
فرعون نے جادوگروں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دینے اور سولی پر لٹکانے کی دھمکی دی۔ (آیت:124)
مسلمان ہوجانے والے جادوگروں نے ایمان پر بے مثال ثابت قدمی کا مظاہرہ کیا اور اللہ تعالیٰ سے مدد کی درخواست کی۔(آیت:126)

● فرعون کے درباری سرداروں ﴿مَلَأ﴾ کی شرانگیزیاں اپنا رنگ دکھانے لگیں۔کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو یونہی زمین پر فساد کے لیے چھوڑ دیں گے، جب کہ وہ آپ کے خداؤں ﴿اٰلِهَة﴾ کا قائل نہیں ہیں ﴿وَقَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِ فِرْعَوْنَ اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ﴾ فرعون نے دھمکی دی کہ ہم ان کے لڑکوں کو قتل کریں گے اور ہم ان پر غالب ہیں۔(آیت:127)
حضرت موسیٰ نے اپنی قوم (بنی اسرائیل) کو، تعلق باللہ اور صبر کا حکم دیا اور خوش خبری سنائی کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دشمن کو ہلاک کر کے، تمہیں زمین پر جانشین بنائے گا۔
﴿اسْتَعِيْنُوْا بِاللّٰهِ وَاصْبِرُوْا اِنَّ الْاَرْضَ لِلّٰهِ يُوْرِثُهَا مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ﴾ (آیت:128)
قانونِ خداوندی کے مطابق ، آلِ فرعون کو بھی قحط میں مبتلا کیا گیا تا کہ وہ ﴿رجوع الی اللہ﴾ کریں۔
ان پر طوفان، ٹڈی دل، سرسریوں، مینڈکوں اور خون کا عذاب مسلط کیا گیا (آیت:133)۔
ان تمام دلائل کے باوجود انہوں نے تکبر کا مظاہرہ کیا۔
فرعون اور آلِ فرعون (جنودِ فرعون) کی ہلاکت ہوئی اور صبر واستقامت کے نتیجے میں کمزور قوم (بنی اسرائیل) کی مشرق ومغرب میں جانشینی عطا کی گئی۔
﴿وَاَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَمَغَارِبَهَا الَّتِىْ بٰرَكْنَا فِيْهَا وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ الْحُسْنٰى عَلٰى بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ بِمَا صَبَرُوْا وَدَمَّرْنَا مَا كَانَ يَصْنَعُ فِرْعَوْنُ وَقَوْمُهٗ﴾ (آیت:137)۔
(b) آیات 138 تا 157 پر مشتمل دوسرے ذیلی پیراگراف میں خروج کے بعد بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا تذکرہ ہے۔خروج (Exodus) اور ہلاکتِ فرعون کے بعد بنی اسرائیل جب وادیٔ سینا میں داخل ہوئے تو ان کا گزر

ایک بت پرست قوم پر سے ہوا۔یہ منظر دیکھ کر بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ سے کہا: ﴿اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ﴾ ہمارے لیے بھی اس طرح کا ایک بت بنا دیجیے! (آیت:138)۔یہ ایک ناشکری قوم تھی ، جو توحید کے سبق کو بہت جلد فراموش کر چکی تھی۔اس مطالبے پر حضرت موسیٰ بہت برہم ہوئے اور توحید پر استقامت کا حکم دیا (آیت:140)۔حضرت موسیٰ چالیس دن کی قرارداد پر گئے۔حضرت ہارونؑ کو اپنا جانشین بنایا۔
اللہ تعالیٰ نے گفتگو کی۔حضرت موسیٰ نے اللہ کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کیا۔اللہ نے فرمایا: ﴿لَنْ تَرٰىنِىْ﴾ تم مجھے نہیں دیکھ سکتے۔حضرت موسیٰ نے اصرار کیا۔اللہ نے فرمایا: پہاڑ کی طرف دیکھو! اگر وہ اپنی جگہ قائم رہا تو کچھ مدت بعد تم مجھے دیکھ سکو گے۔جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلی کی تو وہ ریزہ ریزہ ہوگیا اور حضرت موسیٰ بے ہوش ہو کر گر پڑے۔ افاقہ ہوا تو فرمایا: ﴿سُبْحٰنَكَ تُبْتُ اِلَيْكَ﴾ تو بے عیب ہے۔تیری طرف ہی رجوع کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں شامل ہوں۔

● اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو الواح (تورات) سے نوازا اور ان پر ثابت قدمی سے پیروی اور شکر کا حکم دیا۔
حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں سامری نے زیورات سے بچھڑے کا ایک پتلا بنایا اور قوم نے اس کی پوجا شروع کر دی۔
جب حضرت موسیٰ لوٹے تو قوم کے شرک پر شدید نفرت کا اظہار کیا اور غضب کا مظاہرہ کیا۔بھائی پر بھی برہم ہوئے۔
حضرت ہارونؑ کی وضاحت پر حضرت موسیٰ نے اپنے اور اپنے بھائی کے لیے استغفار کیا۔بچھڑے کو خدا بنانے والوں کو دنیوی عذاب سے دوچار کیا گیا۔ (آیت:152)
حضرت موسیٰ نے ستر (70) آدمیوں کا انتخاب کیا اور میقات پر پہنچے۔وہاں ایک سخت زلزلے سے آزمائش کی گئی۔
حضرت موسیٰ نے دعائیں کیں اور عذاب ٹل گیا۔ (آیت:155)
بنی اسرائیل کو قصہ ٔموسیٰ و بنی اسرائیل سے عبرت حاصل کرنے ، اور نبی اُمّی محمد ﷺ کی پیروی کا حکم دیا گیا۔
محمد ﷺ کے (6) نکاتی مشن کی وضاحت کی گئی۔
(1) امر بالمعروف، (2) نہی عن المنکر، (3) تحلیلِ طیبات، (4) تحریمِ خبائث (5) عقائد واوہام کے بوجھ کے علاوہ
(6) سماجی اور معاشی ظلم واستحصال کے پھندوں سے انسان کو نجات دلانا۔
محمد ﷺ پر ایمان لانے والوں اور مدد کرنے والوں اور ان پر نازل کردہ نور (قرآن) کی پیروی کرنے والوں کے لیے کامیابی کی بشارتیں دی گئیں۔(آیت:157)
(c): آیت 158 میں بنی اسرائیل کو بھی بنی اسماعیل کے اُمّی نبی ورسول حضرت محمد ﷺ پر ایمان لانے کی دعوت دی گئی ہے۔اللہ کی طرف سے محمد ﷺ کو واشگاف اعلان کرنے کی ہدایت کی گئی کہ میں زمین اور آسمان کے بادشاہ کی طرف سے، سارے انسانوں کے لیے ایک رسول ہوں۔ (آیت:158)

(d) آیات 159 تا 171 پر مشتمل چوتھے ذیلی پیراگراف میں بنی اسرائیل کی نافرمانیوں کا ذکر ہے۔

اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی بارہ (12) خاندانوں میں تقسیم کردی۔ ہر خاندان کے لیے ایک الگ چشمہ جاری کر دیا۔ من وسلویٰ کا نزول ہوا ، بنی اسرائیل کو ﴿ حِطَّةٌ ﴾ کہنے کا حکم دیا گیا، لیکن بنی اسرائیل نے تحریف کی۔

اصحاب سبت کا واقعہ بیان کیا گیا کہ کس طرح بنی اسرائیل کا امتحان لیا گیا۔ سبت کے دن مچھلیاں زیادہ آتی تھیں۔ بنی اسرائیل حیلوں اور بہانوں سے کام لے کر حرام چیزوں کو اپنے لیے حلال کرلیا کرتے تھے۔ ان کی نافرمانیوں کے سبب انہیں بندر بنا دیا گیا۔ ﴿ فَلَمَّا عَتَوْا عَنْ مَّا نُهُوْا عَنْهُ قُلْنَا لَهُمْ كُوْنُوْا قِرَدَةً خٰسِئِيْنَ ﴾ (آیت:166)۔ بدقسمتی سے بنی اسرائیل میں ناخلف جانشین پیدا ہوئے۔ دنیا میں گرفتار ہوئے اور جھوٹی توقعات انہیں لے ڈوبیں کہ ہماری مغفرت ہوجائے گی (کیونکہ ہم حضرت یعقوبؑ کی نسل سے ہیں)۔ ﴿ فَخَلَفَ مِنْۢ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ وَّرِثُوا الْكِتٰبَ يَاْخُذُوْنَ عَرَضَ هٰذَا الْاَدْنٰى وَيَقُوْلُوْنَ سَيُغْفَرُ لَنَا ﴾ اللہ تعالیٰ نے اس غلط فہمی کا ازالہ کیا کہ نسل کی بنیاد پر مغفرت نہیں ہوگی ، بلکہ جو لوگ اللہ کی کتاب اور نماز کو مضبوطی سے تھامے رکھیں گے، ایسے صالح افراد کے اعمال کا اجر دیا جائے گا۔

﴿ وَالَّذِيْنَ يُمَسِّكُوْنَ بِالْكِتٰبِ وَاَقَامُوا الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّا لَا نُضِيْعُ اَجْرَ الْمُصْلِحِيْنَ ﴾

8- آیات 172 تا 206: آٹھویں اور آخری پیراگراف میں اختتامیہ (Conclusion) ہے۔

(a) آیات 172 تا 198 پر مشتمل آیات میں عہدِ اَلَسْت کا تذکرہ ہے۔

اللہ تعالیٰ نے تمام انسانوں کی روحوں کو پیدا کرکے ان سے پوچھا: ﴿ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ﴾ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں ؟ انہوں نے جواب دیا: ﴿ بَلٰى ﴾ ہاں ہاں! کیوں نہیں۔ یہ عہد روزِ قیامت کے لیے اتمامِ حجت ہے۔ توحید کی دلیل فراہم کی گئی اور شرک کا ابطال کیا گیا۔

توحید، انسانی فطرت میں داخل ہے اور اس کے عین مطابق ہے۔

ایک دنیادار مادہ پرست آدمی کا قصہ ایک خوبصورت تمثیل سے بیان کیا گیا (آیات: 173 تا 175)۔

اس شخص کو اللہ تعالیٰ نے اپنی آیات اور اپنے احکام سے نوازا تھا، لیکن اس نے شیطان کی پیروی اختیار کی۔ یہ آیاتِ الٰہی کی پیروی کرکے رفعت اور بلندی حاصل کرسکتا تھا لیکن زمین سے چمٹ بیٹھا ﴿ وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ ﴾ خواہشاتِ نفس کی پیروی کرنے لگا ﴿ وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ ﴾ اور کتے کی سی زندگی گزارنے لگا ﴿ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ﴾۔ (جو ہڈیوں اور کتیا کی تلاش میں ہر وقت زبان لٹکائے رہتا ہے، رال ٹپکتی رہتی ہے) (آیت:176)

دنیادار مادہ پرستوں کو مقصدِ حیات پر غور کرنے کی دعوت دی گئی۔ بہت سے بے مقصد انسان اور جن، مویشیوں کی طرح ہیں، بلکہ ان سے بھی بدتر۔ یہ جہنم کی کھیتی ہیں۔ (آیت:179)

اللہ تعالیٰ کو اس کی حسین وجمیل صفات پر مشتمل ناموں سے پکارنے اور خود ساختہ ناموں سے اجتناب کا حکم دیا گیا۔

محمد ﷺ اور قرآنِ مجید کو جھٹلانے والوں کے لیے، تباہی کی وعید سنائی گئی۔ (آیت:183)

محمد ﷺ پر کسی دیوانگی ﴿ جنون ﴾ کا اثر نہیں ہے، وہ تو نذیرِ مبین ہیں۔ (آیت:184)

قیامت کے دن کا علم، صرف اللہ کو ہے۔ قریشِ مکہ کو نہیں بتایا جاسکتا۔ (آیت:187)

توحیدِ اختیار کی وضاحت کی گئی۔ نفع اور نقصان کا اختیار صرف اللہ ہی کے پاس ہے اور نبی ﷺ کے پاس بھی نہیں۔

توحیدِ علم کی وضاحت کی گئی۔ رسول ﷺ کے پاس بھی غیب کا مکمل علم نہیں ہے، ورنہ وہ اپنے لیے بہت سا خیر جمع کر لیتے اور انہیں کوئی نقصان نہ پہنچتا۔ ﴿ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ﴾ (آیت:188)۔

اختتامی آیات: توحید کے انفسی دلائل فراہم کیے گئے۔ تمام لوگ آدم سے پیدا کیے گئے ہیں، ہر ایک کا جوڑا بنایا گیا ہے، تاکہ وہ سکون حاصل کرسکیں۔ (آیت:189)

توحید پر قائم رہنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا گیا اور ﴿ غَيْرُ اللّٰهِ ﴾ کی بے بسی اور لاچاری کی تصویر کھینچی گئی۔ اللہ کے علاوہ لوگ جنہیں پکارتے ہیں، وہ بھی اللہ کے ﴿ عِبَادٌ ﴾ بندے ہیں۔ خالق نہیں ہیں ، کوئی چیز پیدا نہیں کرسکتے ، بلکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں۔ ﴿ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴾

﴿ غَيْرُ اللّٰهِ ﴾ نہ تو ان کی مدد کرسکتے ہیں اور نہ خود اپنی مدد کرسکتے ہیں۔

﴿ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا وَّلَاۤ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴾

(b) آیات 199 تا 206 پر مشتمل آخری آٹھ (8) آیات میں محمد ﷺ اور مسلمانوں کو ہدایات دی گئیں۔

دعوت وتبلیغ کا کام جاری رکھنے، انکار کرنے والوں کے ساتھ، نرمی اختیار کرتے ہوئے امر بالمعروف کا فریضہ سرانجام دینے کا حکم دیا گیا۔ قرآن کی تلاوت کو خاموشی اور پوری توجہ سے سننے کا حکم دیا گیا۔ صبح وشام 'غفلت' کی زندگی سے اجتناب کرتے ہوئے، دل اور زبان سے بھی اور ہلکی آواز میں 'ذکر' کرنے کی ہدایت دی گئی۔

(1) ﴿ خُذِ الْعَفْوَ ﴾ اے نبی ﷺ! نرمی ودرگزر کا طریقہ اختیار کیجیے !

(2) ﴿ وَاْمُرْ بِالْعُرْفِ ﴾ معروف کی تلقین کیے جائیے،

(3) ﴿ وَاَعْرِضْ عَنِ الْجٰهِلِيْنَ ﴾ اور جاہلوں سے نہ اُلجھیے۔ (199)

(4) ﴿ وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ ﴾ شیطان کی اکساہٹوں پر اللہ کی پناہ حاصل کیجیے

(5) ﴿ وَاِذَا قُرِئَ الْقُرْاٰنُ فَاسْتَمِعُوْا لَهٗ ﴾ جب قرآن پڑھا جائے تو توجہ سے سنا کیجیے۔

(6) ﴿ وَاَنْصِتُوْا ﴾ (204) اور خاموشی اختیار کیجیے۔

(7) ﴿وَاذْكُرْ رَّبَّكَ فِيْ نَفْسِكَ تَضَرُّعًا وَّخِيْفَةً وَّدُوْنَ الْجَهْرِ مِنَ الْقَوْلِ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ﴾ دل ہی دل میں، خوف اور گریہ کے ساتھ صبح وشام اللہ کو یاد کیجیے۔

(8) ﴿وَلَا تَكُنْ مِّنَ الْغٰفِلِيْنَ﴾ (205) اللہ تعالیٰ کی یاد سے غفلت اختیار کرنے والوں میں ہرگز شامل نہ ہونا۔

مرکزی مضمون

قانونِ ہلاکتِ اقوام اور قانونِ استبدالِ اقوام کو سمجھ کر، چھ (6) رسولوں کی تاریخ دعوت اور چھ (6) اَقوام کی ہلاکت سے عبرت حاصل کرنی چاہیے۔ توحید کا اثبات، شرک کا اِبطال کرتے ہوئے، آخری رسول محمد ﷺ پر ایمان لانا چاہیے۔